Quarterly

Marifat-e-Islam

(Research Journal)

ISSN: 2788-6514 (print)
ISSN: 2788-6522 (online)
Volume 03, Issue 10
Article: 01

Title:

فرقہ بندی کے متعلق مولانا مودودی کے افکار (ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

Maulana Mododi's thoughts on sectarianism (A research and analytical study)

Author(s):

سیف انور

Saif Anwar

Published on:

Jan – Mar 2021

Publisher:

Oneness Muslims
www.marifat-e-islam.com
onenessmuslims@gmail.com

فرقہ بندی کے متعلق مولانا مودودی کے افکار (ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

Maulana Mododi's thoughts on sectarianism (A research and analytical study)

سیف انور
Saif Anwar

ABSTRACT

This article is a research and analytical study of Maulana Mododi's thoughts on sectarianism. Maulana Modi has briefly analysed the definition and history of communal-ism, its causes and disadvantages. Furthermore, practical measures have been described to counter the impact of communalism in the 20th century.

Key Words: Al-Mododi, communalism, Mododi's thoughts, communalism in the 20th century.

مولانا مودودیؒ کا نام "ابوالاعلیٰ" اور "مودودی" آپ کی خاندانی نسبت ہے۔ مولانا کی پیدائش ۲۵ ستمبر ۱۹۰۳ء کو حیدرآباد، دکن (مہاراشٹرا) کے شہر اورنگ آباد میں اور وفات ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو امریکہ کے شہر واشنگٹن (بفیلو) میں ہوئی۔ مولانا مودودیؒ بیسویں صدی کے ایک بڑے محقق، مفسر، مجدد، مفکر ہونے کے ساتھ کثیر التصانیف مصنف بھی ہیں۔ آپ نے قرآن، حدیث، فقہ اسلامی، تاریخ انسانی و اسلامی، سیاسیات اور عمرانیات جیسے مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے۔ مولانا کو جو چیز اپنے عہد کے دوسرے علماء و مفکرین سے ممتاز کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ اپنی متعدد تحریروں میں اسلامی نظام کے نفاذ کی طرف توجہ مبذول کراتے ہیں اور دوسرے نظاموں خصوصاً سرمایہ دارنہ نظام اور کمیونزم سے اسلامی نظام کے فرق کو واضح کرتے ہیں۔[1] وہ قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ مغربی فلسفہ میں بھی درک رکھتے تھے۔ مولانا کی ایک بڑی خوبی یہ بھی تھی کہ پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ کو آسان اور عام فہم سوال کی شکل دیتے ہیں پھر اس کا تجزیہ کرکے بنیادی معاملات کو کھول کھول مدلل انداز میں بیان کر دیتے ہیں۔

جس معاشرہ میں اتحاد و اتفاق، باہمی الفت و محبت نہ ہو وہ یقینا انتشار اور فرقہ بندی کا شکار ہوتا ہے۔ اس کے باشندگان آپس میں لاتعلق اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر دست و گریباں رہتے ہیں۔ جس سے ان

:1 مودودی، سیدہ حمیرہ، شجر ہائے سایہ دار، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی ۲۰۱۹، ص ۱۸

کے سماجی عزت و قار کو نقصان پہنچتا ہے۔وہ ذہنی پسماندگی کا شکار ہونے کے ساتھ ، سیاسی طور پر کمزور اور اخلاقاًزوال پذیر ہو جاتے ہے۔فرقہ واریت کا تعصب انکے دماغوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے دیمک لکڑی کو۔

مولانا مودودی نے اپنی پوری عمر جس مقصد یعنی اعلائے کلمہ اللہ اور اقامت دین کی کوششوں میں صرف کی۔ اس کے لئے مسلمانوں میں اتفاق کا قیام اور فرقہ بندی کا انسداد ایک لازمی امر بلکہ اس کے معراج کا پہلا زینہ ہے۔ آیت اللہ محمد علی تسخیر اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ مولانا مودودی نے امت کو منقسم کرنے والے عناصر کے خلاف جہاد کیا، اور ساری زندگی ان عناصر کے سب وشتم کو برداشت کیا۔[1]

مولانا مودودی مسلمانوں میں انتشار اور گروہ بندی کو سخت ناپسند کرتے ہیں اور جو لوگ مسلمانوں کو تقسیم کرتے ہیں، ان پر تنقید بھی کرتے ہیں اور اس بات کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ مسلمان مختلف آراء رکھنے کے ساتھ ایک ہی صف میں نماز پڑھیں اور مختلف نظریات کے حامی ہونے کے باوجود کبھی اس قدر متفرق نہ ہوں کہ آپسی تعلقات تک ختم ہو جائیں۔''اسلامی اتحاد کے میدان میں آپ تعصب اور اندھی تقلید کی نفی پر زور دیتے ہیں۔ آپ صرف قرآن و سنت کو معیار قرار دیتے ہیں اور اس کے علمائے سلف کے اقوال سے رہنمائی بھی لیتے ہیں۔ مولانا مودودی کے نزدیک شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر اہل حدیث ، حنفی ، دیوبندی ، بریلوی ، شیعہ سنی وغیرہ الگ الگ امتیں بن سکیں۔ یہ امتیں جہالت کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اللہ نے صرف ایک امت یعنی ''امت مسلمہ'' بنائی ہے۔[2]

فرقہ بندی کی تعریف

مولانا مودودی کے یہاں فرقہ بندی جس چیز کا نام ہے وہ یہ ہے کہ فروع کے اختلافات کو اہمیت دے کر اصولی اختلاف بنا دیا جائے اور اس میں اتنا غلو کیا جائے کہ اسی پر الگ گروہ بنیں اور ہر گروہ اپنے مسلک کو بمنزلہ دین قرار دے کر دوسرے گروہوں کی تکفیر و تضلیل کرنے لگے ، اپنی نمازیں اور مسجدیں الگ کرلے ، شادی بیاہ اور معاشرتی تعلقات میں بھی علیحدگی اختیار کرلے اور دوسرے گروہوں کے ساتھ اس کے سارے جھگڑے انہی فروعی مسائل پر ہوں ، حتیٰ کہ اصل دین کے کام میں بھی دوسرے گروہوں کے ساتھ اس کا تعاون ناممکن ہو جائے۔[3]

1: ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، 'سید ابوالاعلیٰ مودودی' اکتوبر ۲۰۰۳ء، 'ایک فرد جو خود ملت تھا'، ص ۷۱

2: مودودی، سید ابوالاعلیٰ، خطبات حصہ دوم، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۲۸

3: مودودی ، سید ابوالاعلیٰ، رسائل و مسائل حصہ اول ، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۱۵۷

اسلام میں فرقہ بندی کی ابتداء کیونکر ہوئی؟

مولانا مودودی نے اسلام میں فرقہ بندی کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ قرآن و حدیث میں ضروریات دین کے متعلق جو باتیں لطیف پیرائے میں بیان ہوئی ہیں، ان کو سمجھنے میں لوگوں نے اپنی عقلی استعداد اور طبعی رجحان کی بنا پر مختلف راہیں اختیار کیں۔ تفصیلی فہم کے لئے قیاس اور استدلال کے ذریعہ الگ الگ جزئیات و فروع اخذ کر لئے اور پھر بے جا تشدد برت کر اپنے اپنے قیاسی و تاویلی عقائد کو بھی اصول و ضروریات دین میں شامل کر لیا۔ اور پھر اسی نے بعد میں فرقہ بندی کی شکل اختیار کر لی۔(1)

صحابہ میں اختلاف تو تھا فرقہ بندی نہ تھی

مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں کہ مسائل دین کے سلسلہ میں اختلاف صحابہ میں بھی تھا اور ان میں یہ اختلاف رائے کا بھی تھا اور تعبیر کا بھی لیکن ان کا یہ اختلاف تعمیری تھا۔ ایک ہی حکم کے سلسلہ میں صحابہ کرام میں جو مختلف عمل ملتے ہیں، وہ تمام اعمال ثابت ہیں۔ اختلاف عمل کے باوجود ان میں فرقہ بندی نہ تھی۔ اختلاف مسلک کے باوجود وہ ایک مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ ان سے سوال پوچھا جاتا تھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے تو وہ اختلاف مسلک و عمل کے باوجود ایک ہی جواب دیتے تھے۔ ہمارا دین، ہمارا مذہب اور ہمارا مسلک اسلام ہے اور ہم مسلمان فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔(2)

فرقہ بندی کے اسباب

گروہ بندی کے مختلف اسباب ہیں۔ کبھی اس کی وجہ نسلی تعصب ہوتا ہے تو کبھی احساس برتری، کبھی سیاست آپس میں جدائی پیدا کرتی ہے تو کبھی انسان کی خود غرضی اور لالچ اس کو منتشر کر دیتا ہے، کبھی حسد و بغض ان کو متحد نہیں رہنے دیتا۔ غرض فرقہ بندی کی وجوہات کثیر ہیں جو انسانی معاشرہ کو تقسیم کرتی ہیں۔ لیکن مولانا مودودی کے نزدیک دین میں تفرقہ صرف اس صورت میں پیدا ہوتا ہے جب کہ حق کے ساتھ کچھ نہ کچھ باطل کی آمیزش ہو یا

اوپر حق کی نمائش ہو اور اندر باطل کام کر رہا ہو۔"(3)

دین میں جن باتوں کی وجہ سے تفرقہ برپا ہوتا ہے، مولانا مودودیؒ نے ان کو چار عنوانات پر تقسیم

1: مودودی، سید ابو الاعلیٰ، تفہیمات دوم، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۱ء، ص ۱۷۹

2: مودودی، سید ابو الاعلیٰ، استفسارات، حصہ اول، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۱۶۶

3: مودودی، سید ابو الاعلیٰ، شہادت حق، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، نئی دہلی، ۲۰۱۹ء، ص ۲۳

کیاہے۔ یعنی دین میں فرقہ بندی جہاں کہیں بھی اور جب کبھی بھی ہو گی مندرجہ ذیل اسباب میں سے کسی سبب سے ہو گی۔

1. ایک یہ کہ اصل دین پر کسی ایسی چیز کا اضافہ کیا جائے جو دین میں نہ ہو اور رسی کو اختلاف کفر و ایمان یافرق ہدایت وضلالت کی بنیاد ڈالا جائے۔
2. دوسری یہ کہ دین کے کسی خاص مسئلہ کو لے کر اس کو وہ اہمیت دی جائے جو کتاب و سنت کی رو سے اس کو حاصل نہیں ہے اور اسی کو گروہ بندی کی بنا قرار دے لیا جائے۔
3. تیسری یہ کہ اجتہادی و استنباطی مسائل میں غلو کیا جائے اور ان امور میں اپنے مسلک کے سوا دوسرے مسلک والوں کی تفسیق و تذلیل یا تکفیر کی جائے یا کم از کم ان سے امتیازی معاملہ کیا جائے۔
4. چوتھے یہ کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی خاص شخصیت کے معاملہ میں غلو کیا جائے اورر اس کے لئے کسی ایسے منصب کا دعویٰ کیا جائے جسے تسلیم کرنے یانہ کرنے پر آدمی کے مومن ہونے کا مدار ہو۔ یا کوئی جماعت یہ دعویٰ کرے کہ جو اس میں داخل ہے صرف وہی حق پر ہے، باقی سب مسلمان باطل پر ہیں۔"[1]

فقہی اختلاف اور فرقہ بندی

فقہی اختلاف اصل میں آراء کا اختلاف ہے اور آراء کا اختلاف ایک فطری چیز ہے۔ اس نوعیت کا اختلاف عہد صحابہ بلکہ عہد رسالت سے مسلمانوں کے درمیان پایا جاتا ہے۔ اس اختلاف سے امت میں مسالک تو وجود میں آئے لیکن ان کی نوعیت فرقوں کی نہیں رہی۔ مسالک جدا ہونے کے باوجود مسلمان ایک ہی صف میں نماز قائم کرتے رہے ہیں۔ خود فقہ کی تاریخ میں ہمیں یہ واقعہ ملتا ہے کہ کسی امام نے اگر دوسرے امام کے مقبرہ کے قریب نماز ادا کی تو رفع یدین یہ کہہ کر ترک کر دیا کہ اس قبر والے کے نزدیک یہ واجب نہیں۔ اس سے جہاں ان کی وسعت نظری کا اندازہ ہوتا ہے وہیں ان کے یہاں دوسروں کی رائے کا کتنا احترام تھا، اس کا بھی پتا چلتا ہے۔

مولانا مودودی کے نزدیک فقہی اختلاف فروعی ہیں۔ ان کو اصل دین سمجھنا اور چھوٹے چھوٹے اختلافات پر بحثوں میں الجھنا کسی طور پر جائز نہیں۔ مولانا مسالک کی بنیاد پر الگ گروہ بنا لینے اور عبادات

1: مودودی، سید ابوالاعلیٰ، شہادت حق، ص ۲۵

و معاشرت تک سے مقاطعہ کر لینے کے سخت مخالف ہیں۔ اس سے افراد اور معاشرہ کو جو نقصان پہنچتا ہے، مولانا اس کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے بھی فقہی اختلاف کے باوجود کبھی نمازیں الگ نہیں کیں۔ اس لئے کہ نماز دین کی بنیادوں میں سے ہے اور فقہی اختلافات بہر حال فروعی ہیں۔ ان فروعی اختلافات کی بنا پر نمازیں الگ کرنا تفرق فی الدین ہے جس کو قرآن نے گمراہی قرار دیا ہے۔ نمازیں الگ کر لینے کے بعد مسلمانوں کی امت نہیں رہ سکتی۔"(1)

اپنے خاص مذہب (فقہی) کے لئے متعصب ہونے اور اس کی بنا پر جتھہ بندی کرنے اور اس سے مختلف مذہب رکھنے والوں سے مغایرت و منافرت برتنے کو مولانا بعینہ تفرق فی الدین قرار دیتے ہیں، جس کی قرآن مذمت کرتا ہے، لکھتے ہیں:

"اس تفرق کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ لوگ فقہی مسائل ہی کو اصل دین سمجھ بیٹھے ہیں۔ پھر ان مسائل میں ذرا ذرا سے اختلاف پر ان کے درمیان الگ الگ امتیں بنتی ہیں، پھر ان فروعی بحثوں میں وہ اس قدر الجھتے اور ایک دوسرے سے بیگانہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے لئے امت مسلمہ کے اصل مقصد (یعنی اعلائے کلمۃ اللہ) اور اقامت دین کی خاطر مل کر جدوجہد کرنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔"(2)

رسائل و مسائل میں مذکور ایک جواب کی تمہید سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت اسلامی کے دو ارکان کے درمیان کسی مسئلہ (فقہی) پر اختلاف ہو گیا تھا اور نوبت مقاطعہ تک پہنچ گئی تھی۔ رکن جماعت کے سوال پر آپ کو جو تعجب اور افسوس ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف کے سلسلہ میں کس قدر فکر مند تھے اور چونکہ مولانا مودودیؒ اختلاف کے ایک واضح اور وسیع نظریہ کے حامل شخص تھے۔ اس لئے جماعت اسلامی کے اراکین سے تو یہ توقع ہی نہیں رکھتے تھے کہ وہ اس قسم کے اختلافات میں بھی الجھ سکتے ہیں۔(3)

1: مودودی، سید ابو الاعلیٰ، رسائل و مسائل حصہ اول، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۱۶۰

2: ایضاً، ص ۱۶۳، ۱۶۲

3: ایضاً

ایک موقع پر اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ مسلمانوں میں حنفی، شافعی، اہل حدیث وغیرہ جو مختلف مذہب دیکھ رہے ہیں، یہ سب قرآن و حدیث کو آخری سند مانتے ہیں اور اپنی اپنی سمجھ کے مطابق وہیں سے احکام نکالتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ایک کی سمجھ صحیح ہو اور دوسرے کی غلط ہو۔ میں بھی ایک طریقہ کا پیروکار ہوں اور اس کو صحیح سمجھتا ہوں۔[1] آگے کہتے ہیں اگر دس مسلمان دس مختلف طریقوں پر عمل کریں تو جب تک وہ شریعت کو مانتے ہیں، وہ مسلمان ہی ہیں۔ ایک ہی امت ہیں، انکی جماعتیں الگ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔[2]

مسلمانوں میں فرقوں کی تعداد

ایک مشہور و معروف حدیث ہے جس کو ابو داؤد، امام ترمذی و امام احمد نے کئی صحابہ سے روایت کیا ہے، مضمون یہ ہے۔"بنو اسرائیل ۷۲،۷۱ فرقوں میں بٹ گئے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔"[3]

اس حدیث کا اصل مقصود تو مسلمانوں کو تفرقہ سے اجتناب کی تاکید ہے۔ لیکن بہت سے اصحاب قلم نے اس کا غلط مطلب سمجھا ہے اور اس سے اسلامی فرقوں کی تکثیریت کا مفہوم نکالا ہے اور فرقوں کی تعداد کی تعیین کے لئے نہ تو انہوں نے کوئی اصول ہی مقرر کیا ہے اور نہ ہی کی کوئی خاص نہج اختیار کیا ہے۔ بقول علامہ شہرستانی:

> "اسلامی فرقوں کی تعداد (کی تعیین) میں اصحاب مقالات کے جو انداز اور طریقے ہیں وہ نہ تو کسی ایسے قانون پر مبنی ہیں جن کی سند نص میں ہو اور نہ ایسے قاعدہ پر استوار جس کی خبر و آگاہی ہو۔"[4]

آگے لکھتے ہیں:

> "میں نے دو مصنف بھی نہ پائے جو اسلامی فرقوں کی تحدید میں کسی ایک منہاج و

1: مودودی، سید ابوالاعلیٰ، خطبات حصہ دوم، ص۱۲۶

2: ایضاً، ص۱۲۷

3: ترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، بیت الافکار الدولیۃ، الریاض، السعودیۃ، س ن، ابواب الایمان، باب ماجآء فیمن یموت وھو یشھد ان لا الہ الا اللہ، رقم الحدیث ۲۶۴۱

4: شہرستانی، محمد بن عبد الکریم، ابو الفتح، کتاب الملل و النحل، (مترجم: پروفیسر علی محسن صدیقی)، ادارہ قرطاس کراچی یونیورسٹی، طبع ثانی، ۲۰۰۷ء، ص۳۷

طریقہ پر متفق ہوں۔[1]

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں میں قابل ذکر فرقوں کی تعداد کبھی چار پانچ سے تجاوز نہیں کی۔ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی:

> ''نصف ارب سے زیادہ والی امت میں اگر دیکھا جائے تو دس بیس نہیں تین چار فرقوں سے زیادہ ایسے گروہ نہیں مل سکتے جن کے اختلاف و تفریق کو واقعی اختلاف و تفریق قرار دیا جاسکتا ہے۔''

مولانا مودودی نے بھی اپنی تحریروں میں اسلامی فرقوں کی تاریخ، ۷۳ فرقوں کی روایت اور اپنے عہد کے فرقوں کی وضاحت کی ہے۔ مولانا کے مطابق ہر نیا خیال جسے کسی شخص نے کسی اخبار یا رسالے میں پیش کیا ہو اور کچھ منتشر لوگوں نے قبول کر لیا ہو، کوئی قابل ذکر فرقہ نہیں بنا دیتا۔ مولانا کے نزدیک دنیا میں ایسے فرقوں کی تعداد چھ سات سے زیادہ نہیں ہے جن کو مستقل فرقہ قرار دیا جاسکتا ہے ان میں بھی بعض فرقے بہت قلیل التعداد ہیں۔ تہتر فرقوں کے متعلق فرماتے ہیں، اس کا بہت بڑا کاغذی وجود کے سوا نہ پہلے کوئی وجود تھا اور نہ اب ہے۔ وہ صرف علم کلام کی کتابوں کے صفحات میں پائے جاتے ہیں۔[2][3]

مولانا مودودیؒ کے مطابق دنیا میں بڑے مسلم فرقے صرف دو ہی ہیں۔ ایک سنی، دوسرا شیعہ۔ ان میں بھی امت کا سواد اعظم سنیوں پر مشتمل ہے اور ان کے ضمنی فرقوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو حقیقتاً دوسرے سنی فرقہ سے اصولی اختلاف رکھتا ہو۔ یہ صرف مذاہب فکر (Schools of Thought) ہیں جن کو مناظرہ بازیوں نے خواہ مخواہ فرقوں کی شکل دے رکھی ہے۔[4] یہ سوال کہ اسلام میں بہت سے مذہبی فرقے ہیں اور ان میں سے ہر فرقہ کی الگ مستقل فقہ ہے۔ اب اگر کسی اسلامی ملک، مثلاً پاکستان میں اسلامی قانون کا نفاذ کیا جائے تو کس فرقہ کی فقہ اس قانون کی بنیاد بنے گی؟ مولانا مودودی نے اس معترضانہ استفسار کا بہت مدلل جواب دیا ہے۔[5]

1: شہرستانی، محمد بن عبد الکریم، ابو الفتح، کتاب الملل و النحل، ص ۳۷

2: مودودی، سید ابو الاعلیٰ، اسلامی ریاست، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص

3: اسلامی ریاست، ص ۵۱۵، ۵۱۴

4: ایضاً

5: دیکھئے ماہنامہ ترجمان القرآن، لاہور، اشاعت خاص 'سید ابو الاعلیٰ مودودی' اکتوبر ۲۰۰۳ء، مضمون 'ایک فرد جو خود ملت تھا'، ص ۶۷، ۶۶

فرقہ بندی کے نقصانات

قرآن کا ارشاد ہے:

"ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم واصبرو"[1]

"آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائیگی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔"

قرآن نے باہمی نزاع کو کمزوری کی وجہ قرار دیا ہے۔ موجودہ وقت میں بھی مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا بڑا سبب آپسی چپقلش اور باہم دست و گریباں ہونا ہی ہے۔ آج مسلمان اگر متحد ہو جائیں اور آپسی رنجشوں سے صرف نظر کرکے ایک دوسرے کے مدد و معاون بن جائیں اور ہر مسلمان کی تکلیف اپنی تکلیف سمجھنے لگیں تو دنیا کی کوئی طاقت نہ مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ ہی انہیں جھکا سکتی ہے۔

بیسویں صدی کے مسلم معاشرہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان شدید قسم کے تفرقہ میں مبتلا تھے۔ اور منافرت اس قدر تھی کہ اپنے کو نقصان پہنچانے کے لئے غیر کا ساتھ دینے سے بھی گریز نہیں کرتے تھے۔ مولانا کے الفاظ ہیں "ایک فرقہ کا مسلمان دوسرے فرقہ والوں سے اتنا ہی تعصب رکھتا ہے جتنا ایک یہودی ایک عیسائی سے رکھتا ہے، بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر" اپنے عہد کے ہندوستانی مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کی بڑی وجہ مولانا کی رائے میں یہی تفرقہ ہے۔ آپسی نا اتفاقی اور انتشار کی وجہ ہی سے وہ مغلوب ہیں۔ اور مولانا مودودی مسلمانوں کی ذلت و مغلوبیت کو اللہ کا عذاب قرار دیتے ہیں۔ او یلبسکم شیعاً ویذیق بعضکم باس بعض[2] "اللہ کے عذاب کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ وہ تم کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دے اور تم آپس ہی میں کٹ مرو"۔[3]

خلاصہ کلام

مولانا مودودی مسلمانوں میں نہ صرف گروہ بندی کو ناپسند کرتے ہیں بلکہ تفرقہ پیدا کرنے والوں پر بھی سخت تنقید کرتے ہیں۔ جو لوگ نماز کی نیت باندھنے کے طریقے اور آمین بالجہر وغیرہ جیسے مسائل کی بنا پر اختلاف پیدا کرتے ہیں اور امت کے شیرازہ کو پاش پاش کرتے ہیں۔ مولانا مودودیؒ ان کو ظالم کہتے ہیں۔

1: الانفال:۴۶

2: الانعام:۶۵

3: مودودی، سید ابوالاعلیٰ، خطبات حصہ دوم، ص۱۲۸، ۱۲۷

چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے کو کافر اور فاسق اور گمراہ کہنے والوں کی بھی سخت سرزنش کرتے ہیں۔[1] مولانا مودودیؒ اراکین جماعت اسلامی کو تفرقہ بازی سے اجتناب کی سخت تاکید کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں کے ساتھ ایک ہی صف میں باجماعت نماز پڑھنے کی بھی تلقین کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ

> ”جو لوگ سب کی اصلاح کے لئے اٹھے ہوں، ان کے لئے صحیح طریقہ یہی ہے کہ وہ سب مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھیں اور ان میں جو اخلاقی اور اعتقادی خرابیاں پائی جاتی ہیں، ان کو ہمدردی اور محبت کے ساتھ دور کرنے کی کوشش کریں ورنہ نمازیں الگ کرنے کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہ ہو گا کہ ہم بھی ایک فرقہ بن کر رہ جائیں گے اور ہمارے اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک دیوار کھڑی ہو جائے گی، جسے عبور کرنا محال ہو جائے گا۔“[2]

مولانا مودودی کے بارے میں یہ رائے قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ آپ نے جماعت اسلامی کے ذریعہ امت میں ایک الگ فرقہ کی بنیاد رکھی ۔ یہ سراسر ایک الزام ہے۔ مولانا نے جماعت اسلامی کے جو مقاصد بیان کئے ہیں۔ ان سے نہ تو کسی فرقہ کی تشکیل ہوتی ہے اور نہ ہی کسی گروہ کے وجود کے لئے راہ ہموار ہوتی ہے اور پھر فرقہ بندی کے متعلق مولانا کے آراء سے یہ الزام رفع ہو جاتا ہے۔ مولانا نے تفرق کی جو توضیحات کی ہیں وہ بھی جماعت اسلامی کو کسی فرقہ کی صورت اختیار کرنے پر قدغن لگاتی ہیں۔

1: مودودی، سید ابو الاعلیٰ، خطبات حصہ دوم، ص۱۲۸، ۱۲۷

2: مودودی، سید ابو الاعلیٰ، رسائل و مسائل حصہ اول، ص۱۵۹، ۱۵۸